جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں (آٹھویں قسط)

مولانا فضل محمد یوسف زئی

تصویر کشی سے متعلق غامدی کا نیا مذہب

’’معاشرتی سطح پر‘‘ بڑے عنوان کے تحت دفعہ: ۱۲ کے ذیل میں غامدی صاحب موسیقی اور تصویر کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ’’تصویر، موسیقی اور دوسرے فنونِ لطیفہ کے بارے میں یہ حقیقت تسلیم کی جائے کہ ان میں سے کوئی بھی اصلاً ممنوع نہیں ہے، بلکہ یہ ان کی نوعیت اور ان کا استعمال ہے جو بعض حالات میں ان کی ممانعت کا سبب بن جاتا ہے اور اس طرح از روئے تشریع نہیں بلکہ از روئے قضاء بعض صورتوں میں ان کی حرمت کا حکم دیا جاتا ہے۔‘‘ (منشور: ۱۳)

تبصرہ:......غامدی صاحب نے اس دفعہ کے تحت تصویر کشی اور موسیقی کے دو بڑے موضوعات کو چھیڑ دیا ہے۔ تعجب ہے کہ اسلام میں کوئی اور بات غامدی صاحب کو نہیں ملی کہ اسلام کی حمایت میں اپنا زورِ قلم دکھائیں اور کفار، اغیار اور فساق واشرار کے خلاف میدان کارزار میں اُتر کر اہل باطل کے خلاف اپنے قلم کا جوہر دکھائیں۔ اس بدقسمت کو اگر کوئی چیز ملی تو وہی ملی جس سے دین ودنیا اور غیرت وشرافت کا جنازہ نکل جائے اور اس کے آقا یہود ونصاریٰ اس سے خوش ہوجائیں۔

کیا تصویر اصلاً ممنوع نہیں ہے؟

تاریخ اسلام اس پر گواہ ہے کہ توحید کے خالص عقیدہ میں جب بھی شرک کی پیوندکاری ہوئی ہے، اس کے لیے دو راستے اختیار کیے گئے ہیں: ایک تصاویر اور مجسموں کا راستہ استعمال کیا گیا ہے اور دوسرا مزارات، قبروں، مقبروں اور قبرستانوں اور آستانوں کا راستہ اختیار کیا گیا ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ شرک اور کفر کا دور حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے شروع ہوا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو ابلیس نے مجسمہ پرستی اور تصویر سازی کی پوجا پاٹ میں ایسا لگا دیا کہ ساڑھے

مقالہ شیخ مطیعی کے رسالہ کی روشنی میں نکلا، اس وقت امام العصر مولانا انور شاہ ò ؒ کو جب اس کی اطلاع ہوئی اور اس مضمون سے واقف ہوئے تو آپ کی تحریک پر آپ کے تلامذہ میں سے حضرت مولانا محمد ^ صاحب نے ماہنامہ ''القاسم'' میں (جو دار العلوم دیوبند کا ماہنامہ تھا) اس پر تردیدی مقالہ شائع فرمایا۔ وہ مقالہ حضرت شیخ ò ی ؒ کی راہنمائی میں مرتب ہوا، جسے بعد میں ''**التصویر لأحکام التصاویر**'' کے نام سے حضرت مفتی صاحب نے شائع فرمایا۔''

یہ واضح رہے کہ حضرت سید سلیمان ندوی صاحب موصوف مرحوم نے اپنی حیات طیبہ کے آخری سالوں میں جب کہ آپ کی عمر مبارک ساٹھ تک پہنچ چکی تھی، جن چند مسائل سے رجوع فرمالیا تھا ان میں فوٹو کے جواز کے مسئلہ سے بھی رجوع فرمایا تھا۔ مولانا ابو**æ**م آزاد ''آزاد'' صاحبِ قلم نے اگرچہ ذوالقرنین کو سائرس بناکر اس کے مجسمہ کا فوٹو (اپنی تفسیر) ترجمان القرآن میں شائع کیا تھا، لیکن بعد میں اسے ''ترجمان القرآن'' کے تمام نسخوں سے نکال کر تصویر کے حرام ہونے کا اعلان کردیا تھا۔

الغرض نہ صرف ہمارے اکابر بلکہ تمام فقہائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ فوٹو حرام ہے۔ البتہ پاسپورٹ وغیرہ ضروریات کے لیے نصف چھوٹے فوٹو کو اس سے مستثنیٰ کرنا ہوگا، اس کا گناہ ان لوگوں کے ذمہ ہے جن کی طرف سے یہ مجبوریاں عائد کی گئیں ہیں۔ اس لیے یہ واضح رہے کہ میرا مسلک یہی ہے کہ فوٹو بلا اِن خاص ضرورتوں کے ناجائز اور حرام ہے۔ اگر میری بے خبری میں، چالاکی سے کسی نے فوٹو لے لیا تو اس کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔ اگرچہ اس ملعون فن سے اسلامی معاشرہ میں نفرت عام نہیں رہی، ناواقف عوام اسے معمولی اور ہلکی چیز سمجھنے لگے ہیں اور کچھ لوگ تو اس کے جواز کے لیے بھی . بہانے ترا3/4 لگے ہیں۔ لیکن کون نہیں جانتا کہ کسی C کے عام ہونے یا عوام میں رائج ہونے سے وہ C ختم نہیں ہوجاتی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے کسی چیز کو جب حرام قرار دے دیا تو اس کے بعد خواہ سو بہانے کیے جائیں، مگر اس کے جواز کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ آج کل سود، بیمہ اور اسی قسم کی بہت سی چیزیں ، مغربی تہذیب وتمدن کی بددینی نے جنم دیا ہے' ہمارے جدید تمدن میں گھس آئی ہیں اور اب پوری طرح ان کا رواج ہے۔ لیکن کون مسلمان ہوگا جو یہ کہنے کی جرأت کرے کہ یہ سب جائز ہیں؟ ہاں یہ ممکن ہے کہ گناہ میں عموم بلویٰ کی وجہ سے آخرت کی سزا میں کچھ تھوڑی بہت تخفیف ہوجائے، اس کا علم حق تعالیٰ ہی کو ہے۔

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے قرب قیامت کی وجہ سے اس تیزی سے فتنوں پر فتنے اٹھ رہے ہیں کہ ایمان کی سلامتی مشکل ہورہی ہے اور اعمال صالحہ کی توفیق سلب ہوتی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ ایک مصوری کے پیٹ سے کیسے کیسے فتنے پیدا ہوں گے، شریعت محمدیہ نے ابتدا ہی سے فرمادیا تھا:

''**إن أشد الناس عذابًا یوم القیامة المصورون۔**'' (صحیح مسلم، ج:۲، ص:۲۰۱)

ترجمہ:..... ''یعنی سخت عذاب قیامت کے دن صورت بنانے والوں کو ہوگا۔''

اور کبھی یہ فرمایا کہ: ''ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا ہے اس میں روح پھونکو۔'' اور کبھی یہ ارشاد فرمایا کہ: ''جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔'' اور کہیں یہ فرمایا کہ: ''صورت سازی حق تعالیٰ کی خالقیت کی نقل کرنی ہے۔'' وغیرہ وغیرہ۔

تصویر کے معاملہ میں شریعت محمدیہ کی سختی کی وجہ

تصویر کے معاملہ میں اس شدت کی بنیاد درحقیقت یہ ہے کہ دین اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید ہے، یعنی حق تعالیٰ کی وحدانیت کا بہ دل وجان اقرار کرنا خواہ توحید ذات الٰہی کی ہو یا توحید صفات الٰہی کی ہو یا توحید افعال الٰہی کی ہو، اسلام میں کسی قسم کا شرک قابل برداشت نہیں، اس لیے ابتدا ہی سے شریعت نے تمام اسباب شرک پر جن میں تصویر بھی شامل ہے، شدید پابندی لگادی۔ اسی لیے میں نے کہا کہ یہ کوئی معمولی گناہ نہ تھا، لیکن اس وقت جب کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک کے ذریعہ یہ اعلان کرایا تھا اور یہ احکام نازل فرمائے تھے، خیال بھی نہیں گزرسکتا تھا کہ آئندہ چل کر یہ فتنہ کتنے عظیم الشان فتنوں کا ذریعہ بنے گا۔

تصویر اور اس کے گندے اور فتنہ انگیز نتائج

آج اسی مصوری کی وجہ سے حسن وجمال کی نمائش ہوتی ہے اور اسی تصویر سازی کی وجہ سے بے حیا قوموں کی عورتوں کے عریاں فوٹو' بداخلاقی، بداطواری اور خدا فراموش زندگی کا ذریعہ بن چکے ہیں۔ یہی لعنت شہوانی وحیوانی جذبات بھڑکانے کا سبب ہے۔ اسی لعنت کی وجہ سے کتنے معصوموں کا خون بہہ رہا ہے اور کتنی جانیں تلف ہورہی ہیں اور خودکشی کی کتنی وارداتیں ہورہی ہیں۔ تھیٹر اور سینما کے پردوں پر اسی مصوری کی وجہ سے بے حیائی کے مظاہر اور روح فرسا مناظر سامنے آرہے ہیں۔ اسی فتنہ کی وجہ سے نہ کسی کی آبرو محفوظ ہے، نہ تہمت تراشی سے کوئی بچ سکتا ہے۔ کسی کا سر اور کسی کا دھڑ لے کر جو چاہے کرشمہ سازی دکھلائے۔ کسی کو بدنام کرنا ہو، اس کے بالائی بدن کی صورت لے کر کسی طوائف کے عریاں فوٹو میں پیوند لگا کر جو چاہے کرلیجئے۔ آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ ایک بڑی قوی اسلامی مملکت کی تباہی وبربادی اور اس کے حکمران کی جلاوطنی میں یہی فتنہ ایک مؤثر عامل ثابت ہوا ہے۔ اس قسم کی عریاں تصویروں کے ذریعہ ملک میں ان کی بداخلاقی وبے حیائی وبے دینی کا پروپیگنڈہ کیا گیا اور بدنامی کی انتہا کردی گئی اور آخر تخت وتاج سے محرومی کا باعث بنا۔ افسوس کہ واقعہ کی پوری تفصیل سے معذور ہوں۔ الغرض اس فتنے کے کرشموں سے نہ دین محفوظ ہے نہ اخلاق، نہ کسی کی جان محفوظ ہے نہ کسی کا ایمان، نہ آبرو محفوظ ہے نہ کسی کی عصمت۔ فواحش ومنکرات کی اشاعت میں مصوری کا اتنا بڑا دخل ہے کہ اسی کی وجہ سے تقویٰ وطہارت وپاکیزہ زندگی کی بنیادیں ہل گئیں، لیکن آج کل کی اصطلاح میں یہ ثقافت اور آرٹ ہے، اور غضب یہ کہ اس کو 'اسلامی آرٹ' کا نام دیا جاتا ہے:

بسوخت عقل زِ حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست!

تھیٹر، سینما اور یہ فلمیں جن سے آج معاشرہ ہلاکت کے کنارے پہنچ گیا ہے، یہ تمام اسی مصوری کی بدولت ہے اور یہ فتنہ اتنا عام ہوگیا ہے کہ مسجدیں جو خالص عبادت گاہیں ہیں، وہ بھی اس سے محفوظ نہیں۔ نکاح کی محفلوں سے مقامات مقدسہ تک، ہر جگہ یہ فتنہ پہنچ گیا ہے۔ بعض وہ حکومتیں جو اسلامی قانون جاری کرنے کی مدعی ہیں اور وہ جن کا دعویٰ اتباعِ سنت ہے، ان کے ہاں یہ فتنہ اس قدر شباب پر ہے اور آب وتاب سے ہے کہ ’’الامان والحفیظ‘‘ بہرحال یہ فتنہ اتنا عالمگیر ہوگیا ہے کہ نہ مسجد بچی نہ مدرسہ، نہ اسلامی ملک بچا نہ صالح مسلمان بچے۔ (دورِ حاضر کے فتنے، ص: ۴۵-۵۵)

حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری ؒ کا پرمغز، پرسوز اور دلدوز کلام یہاں پر مکمل ہوا۔ اس کلام کے بعد بھی اگر کوئی شخص تصاویر میں تقسیم کرتا ہے کہ باعث فساد تصاویر عارضی طور پر ازروئے قضا ممنوع ہیں، اصلاً ان میں ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے، وہ شخص پرلے درجے کا بے دین اور بے عقل ہے، کیونکہ وہ خالص مفسد چیز میں سے مصلح چیز کو برآمد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ غامدی صاحب کی گمراہی کو ذرا دیکھیں، کہتے ہیں کہ: ’’بعض حالات میں تصاویر کی جو حرمت اور ممانعت ہے وہ شریعت کی طرف سے نہیں، بلکہ قضاء قاضی کی طرف سے ہے۔‘‘ یعنی مصلحۃً ایک آدمی کا اپنا فیصلہ ہے، اندازہ لگا لیجئے! غامدی صاحب شریعت کے ایک حرام حکم کو کس دیدہ دلیری سے حلال کہتے ہیں اور اس کو اپنے منشور کا دفعہ بناتے ہیں۔ تصویر سے متعلق غامدی کا نظریہ کفر کی سرحدوں کو چھو رہا ہے۔ غامدی صاحب کے منشور کو چھیڑنے اور اس کے الگ الگ دفعات پر لکھنے سے مجھے یہ خوشی ہورہی ہے کہ اس کے ضمن میں تصویرکشی، فوٹو سازی اور موسیقی پر بھرپور کلام ہو رہا ہے اور طلبہ وعلماء کے سامنے دین اسلام کا ایک ایک حکم واضح ہو رہا ہے، خاص کر حضرت بنوری ؒ کا عظیم مقالہ منظر عام پر آرہا ہے۔

(جاری ہے)